AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/9 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.4, Issue.1 (2026) PRINT - ISSN- 3006-5941

تحریک ختم نبوت 1974 کے مذہبی، سیاسی، معاشی و معاشرتی اثرات کا جائزہ

A Study of Religious, Political, Economic, and Social Impacts of Khatm-e-Nubuwwat Movement 1974

Muhammad Ali Anwar
M.Phil. Govt. College University Lahore
Email: muhammadalianwar035@gmail.com

Abstract

The 1974 Khatm-e-Nubuwwat Movement in Pakistan represents a crucial juncture in the nation's religious and political evolution. Initially a religious movement defending the Islamic belief in the finality of Prophethood, it soon expanded into a socio-political force that shaped Pakistan's constitutional, economic, and cultural identity. This research explores the movement's multidimensional impacts—religious, political, economic, and social—through historical and analytical perspectives. The declaration of Ahmadis as non-Muslims through the Second Constitutional Amendment in 1974 redefined the boundaries of state and religion, institutionalized clerical influence, and created enduring socio-political transformations. Economically, the movement affected business relations, migration patterns, and class structures within Pakistani society. Socially, it fostered unity among mainstream Muslims but also deepened sectarian polarization. The movement's legacy persists in shaping Pakistan's religious discourse, governance, and national consciousness.

Key Words: Khatm-e-Nubuwwat Movement, Finality of Prophethood, Religious Identity, Pakistan Politics, Islamic Constitutional Amendment, Socio-Economic Impact, Sectarianism, Faith and State.

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/9 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.4, Issue.1 (2026) PRINT - ISSN- 3006-5941

تحریکِ ختمِ نبوت کا پس منظر —ایک فکری و تاریخی جھلک

اسلامی تاریخ کی روح عقیدۂ ختمِ نبوت سے وابستہ ہے۔ یہ محض ایک نظریہ نہیں بلکہ ایمان، شناخت اور تہذیب کا مرکز ہے۔ جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "لا نبی بعدی"[1] تو دراصل انسانیت کے فکری سفر کو آخری وحدت عطا کی۔ نبوت کا در بند ہوا مگر ہدایت کا نظام مکمل ہو گیا۔

یہ عقیدہ اُس لمحے سے امتِ مسلمہ کی اجتماعی غیرت اور فکری مرکز بن گیا۔ تاریخ کے ہر دور میں جب بھی کسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، امت نے اسے نہ صرف ردّ کیا بلکہ اس کے خلاف فکری مزاحمت کو ایمان کا تقاضا سمجھا۔ برصغیر میں 19ویں صدی کے آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٔ نبوت نے اس عقیدے کو نئے چیلنج سے دوچار کیا۔ یہ چیلنج مذہبی ہی نہیں بلکہ فکری و سیاسی بھی تھا، کیونکہ اس کے پس منظر میں استعمار کی فکری حکمتِ عملی کارفرما تھی یعنی ایک ایسی "متبادل نبوت" پیدا کرنا جو امت کی روحانی وحدت کو کمزور کرے۔ علماء و مفکرین نے اسے محض عقیدے کا مسئلہ نہیں بلکہ اسلامی بقاء اور فکری خودمختاری کا سوال قرار دیا۔ اسی احساس نے تحریک ختمِ نبوت کو جنم دیا۔ ایک ایسی تحریک جو صرف مذہبی جوش نہیں بلکہ فکری بیداری، اجتماعی شعور اور ریاستی نظریے کی تشکیلِ نو کا مظہر تھی۔ 1953ء میں یہ شعور احتجاج میں ڈھلا، اور 1974ء میں آئینی فیصلہ بن کر تاریخ کے صفحات پر امر ہو گیا۔ یہ تحریک دراصل ایک قوم کی اس پکار کا نام ہے جس نے کہا:

"ایمان صرف ماننے کا نہیں، بچانے کا نام بھی ہے۔"

تعارف:(Introduction)

پاکستان کی مذہبی اور سیاسی تاریخ میں تحریکِ ختمِ نبوت 1974ء ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ تحریک دراصل عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے اٹھی تھی، مگر اس کے اثرات مذہبی دائرے سے بڑھ کر سیاست، معیشت اور معاشرت تک پھیل گئے۔ عقیدۂ ختمِ نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اور برصغیر کی تاریخ میں اس کے تحفظ کے لیے متعدد تحریکیں اٹھتی رہیں۔ تاہم 1974ء کی تحریک اپنی وسعت، شدت اور ریاستی سطح پر اثرات کے لحاظ سے منفرد تھی۔ یہ مضمون اس تحریک کے مختلف پہلوؤں مذہبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ یہ تحریک پاکستان کے فکری و نظریاتی دھارے میں کس طرح ایک مستقل تبدیلی کا باعث بنی۔

عقیدۂ ختمِ نبوت اور پاکستان کی نظریاتی اساس

اسلامی عقائد میں عقیدہ ختمِ نبوت کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اگر کوئی شخص اسلام کے تمام تر عقائد پر غیر متزلزل یقین رکھتا ہو لیکن وہ اگر نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختمِ نبوت سے متعلق معمولی سے بھی شک و شبہ میں مبتلا ہے- تو وہ کسی بھی صورت مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسا شخص بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آج تک پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا ہے اور اب آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہی لہٰذا اب اگر کوئی شخص کسی بھی معنوں میں دعویٔ نبوت کرتا ہے تو وہ بالاتفاقِ امت کافر و مرتد اور کذّاب و دجّال قرار دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور اکرم ﷺ کو کئی القابات اور ناموں سے مخاطب کیا ہے۔اور ہر لقب آپ ﷺ کیلئے کسی نہ کسی اعزاز کا مظہر ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مختلف ناموں سے پکارہ ہے مثلا محمد،احمد،مزمل،مدثر،مبشر،نذیر،یٰسین،طٰہ ورحمۃ اللعالمین اور ان سب القابات کے ساتھ ایک مقام پر "خاتم النبین" کہہ کر بھی پکارہ ہے۔اس لفظ "خاتم النبین" میں آپ ﷺ کی وہ امتیازی،انفرادی،اعزازی اور خصوصی شان پوشیدہ ہے۔جو کسی اور نبی کے حصہ میں نہیں آئی۔

اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ میں تمام مسلمان کا بالااتفاق اس امر پر متفق رہے ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کائنات میں اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول مبعوث نہیں ہو گا۔ختم نبوت سے متعلق قرآن مجید میں موجود آیات کا یہی مطلب صحابہ کرام نے سمجھا اور اسی پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے ہر اُس شخص سے جنگ کی،جس نے حضور اکرم ﷺ کے بعد دعوائے نبوت کیا۔صحابہ کرام کے بعد یہی مطلب بعد کے ہر دور میں تمام مسلمان سمجھتے رہے۔چنانچہ اسی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے درمیان کبھی بھی کسی ایسے شخص کو برداشت نہیں کیا جس نے کسی بھی اعتبار سے دعویٰ نبوت کیا ہو۔

اسلامی تاریخ کی پندرہ صدیاں اس بات کی شاہد ہے کہ ہر دور کے اندر امت محمدیہ کے نزدیک ختم نبوت کا معاملہ بہت حساس رہا ہے اس لیے جب کسی نے اس عمارت میں نقب لگانے کی کوشش کی امت نے سیدنا صدیق اکبر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے فوراًاسے واصل جہنم کیا،1974ء کی تحریک ختم نبوت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے بے شک اس تحریک نے جہاں قادیانیوں کو بے نقاب کیا وہاں پر اس تحریک سے بہت سے مذہبی،سیاسی،معاشی اور معاشرتی اثرات رونما ہوئے۔اس تحریک نے مسلمانوں کے اندر نئی روح پھونکی جسکو آج بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔

مذہبی اثرات:

ملت اسلامیہ پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا تو علماء و مشائخ کو اُمت نے رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کے لیے موجود پایا۔دین کے فروغ و نفاذ کے ساتھ ساتھ اسلامی عقائد و شعائر کے خلاف ہر ژاژ خائی اور ہرزہ سرائی کے ردو ابطال میں یہ حضرات علماء و مشائخ ہی ہمیشہ پیش پیش رہے اور انہوں نے اپنے خون جگر سے اسلام کے فروغ اور دفاع کی تحریک کو نہ صرف پروان چڑھایا بلکہ ہر میدان میں سر دھڑ کی بازی لگا کر مسلمانوں کی رہبری ورہنمائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں چھوڑا۔یہ وہ اخیار اُمت ہیں جنہوں نے ملتِ اسلامیہ کے تحفظ،سربلندی اور علوم دینیہ کی ترویج واشاعت کی خاطر اپنی زندگی کے شب و روز صرف کئے۔مسلمانوں کے ایمان و عمل کو قوت و تازگی بخشی اور اپنے علم و عمل سے دین اسلام کی صداقت اور ہمہ گیری کے اَنمٹ نقوش ثبت کئے۔جس سے لاتعداد افراد راہ ہدایت پاگئے۔گو کہ قادیانیت کی تردید اور محاسبے میں علماء کے ساتھ دیگر مکاتب فکر نے بھی حصہ لیا،لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیانیت کے خلاف تحریک تحفظ ختم نبوت کی رہبری و قیادت میں علماء و مشائخ ہمیشہ پیش پیش رہے اور انہوں نے ہر محاذ پر ہر اول دستے کا کردار ادا کیا۔

علماء مشائخ کا کردار:

1974 کی تحریک ختم نبوت کے بعد علماء و مشائخ نے قادیانیت کی تردید اور احتساب میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین سے پانچ محاذوں پر بھرپور مقابلہ کرکے عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کیا اور تحریک تحفظِ ختم نبوت کی بنیاد رکھی۔مرزا قادیانی کی کفریات،لغویات اور

ضلالت کے ردّ و ابطال میں علماء ومشائخ کی مساعی جمیلہ بہت وسیع ہیں اور یہ علمی، عملی اور قلمی سرگرمیاں ایمان افروز بھی ہیں اور بصیرت انگیز بھی ہیں[2]۔

1۔ تحفظ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کے لئے قادیانیت کے ردّ میں کتابیں تصنیف کیں۔

2۔ تحفظ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کیلئے قادیانیت کے ردّ میں فتاویٰ جاری کئے۔

3۔ تحفظ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کے لئے قادیانیوں سے مناظرے ومباہلے کئے۔

4۔ تحفظ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کے لئے قادیانیت کے خلاف اخبارات ورسائل میں اشتہارات اور مضامین شائع کئے۔

5۔ عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے خلاف مقامی رائج قوانین کے تحت مقدمات دائر کر کے اس کی ذلت وہزیمت کا سامان پیدا کیا۔[3]

ختم نبوت کے حوالے سے جب بھی ملک وملت پر نازک وقت آیا، علماء ومشائخ نے میدان عمل میں نکل کر اپنے فرائض منصبی کے مطابق نمایاں کارنامے انجام دیتے ہوئے اہل ہوس واقتدار اور باطل کے ظلم واستبداد اور کفر وگمراہی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اُن کے فرار کی تمام راہیں مسدود کر دیں، اِس راہ میں انہوں نے کسی نفع نقصان کی پرواہ نہیں کی بلکہ اپنے کردار وعمل سے اہل پاکستان کو سیاسی، معاشی اور اخلاقی منصوبہ بندی کی راہیں دکھاتے رہے۔

ان علماء کرام میں مبلغ اسلام، فاتح قادیانیت، سپہ سالارِ اعلیٰ تحریک ختم نبوت 1974ء حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کا نام سر فہرست ہے۔ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی زندگی کا مشن ملک خداداد پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ تھا۔ آپ کا آغاز جدوجہد (1945ء) سے لے کر زندگی کی آخری سانسوں (2003ء) تک اِس مقصد کے حصول میں مصروفِ عمل رہے۔ آپ کی ساری زندگی جہدِ مسلسل سے عبارت ہے۔ آپکی اسلام کی تبلیغ واشاعت اور تحفظ کی جدوجہد پاکستان سمیت ساری دنیا پر محیط ہے۔ آپ دعوت ارشاد، تزکیہ نفس کی تعلیم دینے والے پیر کامل، میدان سیاست میں حسینی سیاست وکردار کا علمبردار سیاستداں، بین الاقوامی اسلامی دانشور ومبلغ اسلام اور ایک لیجنڈ تھے۔[4]

پارلیمانی فیصلہ اور مذہبی قیادت کا کردار

7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی سے آئینی طور پر غیر مسلم قرار دلوانے کے بعد علماء نے ایک آگہی مہم کا آغاز کیا جس سے اندرون و بیرون ملک اسکے اثرات واضح طور پر نظر آئے۔ وہ لوگ جو لاشعوری طور پر قادیانیت کے جال میں پھنس چکے تھے وہ تائب ہو کر حلقہ اسلام میں دوبارہ داخل ہوئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں "7 ستمبر 1974ء کو علامہ شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے بعد اپنے رفقاء حضرت علامہ ارشد القادری، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی، اور پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب کے ہمراہ 20 دسمبر 1974ء کو امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، اسپین، تیونس، لیبیا، مصر الجزائر، ترکی اور دیگر ممالک سمیت افریقہ کے اٹھارہ مختلف ممالک کے تقریباً ساڑھے تین ماہ طویل دورے کئے۔ اپنے اس دورے کے دوران آپ نے کم وبیش ایک لاکھ میل سے زائد سفر طے کیا اور

مختلف مقامات پر 600 سے زائد تقاریر کے ذریعے آپ نے بیرون ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف پاکستان کی قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے اور مسلمانان پاکستان کی تاریخ ساز جدوجہد سے آگاہ کیا۔ اس تبلیغی دورے کا بہت اچھا اثر ہوا اور قادیانیوں کے فریب میں آجانے والے بے شمار افراد نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا۔ اور اس کے نتیجے میں قادیانیوں کے کم و پیش 80 فیصد مراکز بند ہو گئے۔"[5]

مکہ مکرمہ میں مسرت:

اگرچہ پاکستان کی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا مگر اسکے اثرات پوری دنیا کے مسلمانوں پر رونما ہوئے عالم اسلام کو یہ خبر ملتے انکے چہرے مسرت سے کھل اُٹھے ایسے ہی مکہ مکرمہ میں شکرانے کے نوافل ادا کیے گئے۔

"قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر مکہ مکرمہ میں مسرت کی لہر خانہ کعبہ میں نوافل"[6]

یوم تشکر:

جیسے ہی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی خبر ملی ہر طرف عید کا سماں تھا حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والوں نے اپنے اپنے انداز سے خوشی کا اظہار کیا مثلا:

"یوم تشکر کے طور پر تمام تجارتی مراکز بند غربا و مساکین میں کھانا تقسیم مساجد میں خصوصی اجتماعات"[7]

تحریک ختم نبوت 1984ء:

قادیانی شرارتوں اور بڑھتی ہوئی سازشوں اور سرگرمیوں کی وجہ سے تیسری مرتبہ تحریک چلی۔ امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے۔ علماو مشائخ نے 26 اپریل 1984ء کی ڈیڈ لائن دی۔ اس وقت کے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے علماو مشائخ کو مذاکرات کی دعوت دی اور تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298 سی کا اضافہ کرتے ہوئے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی۔ جس کی رو سے قادیانی:

1...... مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں کہہ سکتے۔

2...... اس کی بیوی کو ام المؤمنین نہیں کہہ سکتے۔

3...... اس کے گدی نشینوں کو امیر اور خلیفۃ المسلمین نہیں کہہ سکتے۔

4...... اس کے خاندان کو اہل بیت رسول نہیں کہہ سکتے۔

5...... اپنے سینوں، دوکانوں، مکانوں اور عبادت گاہوں پر کلمات طیبہ، آیات قرآنی کے بیج، اسٹیکرز، بینرز نہیں لگا سکتے۔[8]

ختم نبوت اور اتحاد امت:

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس ہی وہ منبع و مرکز ہے، جس سے پوری ملت اسلامیہ وابستہ ہے۔ یہی وہ شجر سایہ دار ہے جس سے پیوستہ رہ کر ہی امت امید بہار رکھ سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے جتنا تعلق بڑھتا چلا جاتا ہے رنگ و نسل، زبان و بیان، قوم و وطن کے جذبے اتنے ہی کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت ہی وہ مبارک مشن تھا کہ جس کی خاطر امت نے بانہوں میں بانہیں ڈال کر چلنا سیکھا اور اس نام کے صدقے مسالک اور جماعتوں کے دائرے ٹوٹے اور امت سے اختلاف و انتشار کے راستے چھوٹے۔[9]

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/9 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.4, Issue.1 (2026) PRINT - ISSN- 3006-5941

تحریک ختم نبوت 1974ء کے نتیجے میں امت نے یہ جان لیا کہ:

رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ خواہ ظلّی ہو یا بروزی نہ صرف اسلام پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ مسلمانوں میں انتشار عظیم پیدا کرنے کا بھی باعث ہے۔

مباہلہ کا چیلنج:

قادیانیوں نے تحریک ختم نبوت 1974ء کے بعد ہر طرح سے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کی جو انکے قریب آنے کے بعد ان سے دور جا رہے تھے، ایسے ہی مرزا طاہر نے مباہلہ کا چیلنج بھی کیا جسکا ذکر یوں ملتا ہے کہ

1988ء کے وسط تک مرزا طاہر نے لوگوں کی اصل مسائل سے توجہ ہٹانے کے لئے دوسرا ہتھکنڈا اختیار کیا۔ احمدیت کے حقیقی کردار پر پاکستان میں علماء جو اعتراضات اٹھا رہے تھے ان سے نوجوان طبقہ قادیانیت سے بدظن ہو رہا تھا۔ ان کو مطمئن کرنے اور اپنے خلافتی اور روحانی تاثر کو اجاگر کرنے کے لئے مرزا طاہر نے مباہلہ کا چیلنج دے ڈالا۔"[10]

چنانچہ اس چیلنج کو قبول کیا گیا، اس سلسلہ میں منہاج القرآن کی طرف سے ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے ایک عظیم الشان کانفرنس کا مینار پاکستان میں انعقاد کیا، جس کے اندر، پیر طاہر علاؤالدین، پیر کرم شاہ صاحب الازہری، اور مولانا عبدالستار خان نیازی جیسی عظیم شخصیات نے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس:

پارلیمنٹ سے غیر مسلم قرار دینے کے اثرات ہیں کہ تمام مکاتب فکر سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کرتے ہیں جس میں تمام مسالک و مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام ایک جگہ جمع ہوتے ہیں جس میں گولڑہ شریف کی کانفرنس قابل ذکر ہے۔

قادیانی لٹریچر:

کافر قرار دینے پر قادیانیوں نے اپنا غصہ اس طرح نکالا کہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہنا شروع کر دیا چنانچہ

"روزنامہ اوصاف کے مطابق قادیانی ایسا لٹریچر پھیلا رہے ہیں جس میں لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود نہ ماننے والا کافر ہے۔ یہ قادیانیوں کا نیا روپ ہے۔ مسلمانوں کے ملک میں وہ پہلی دفعہ خود کو مسلمان اور دوسروں کو کافر کہہ رہے ہیں۔ ان کا یہی رویہ کشیدگی پیدا کرنے کا باعث ہے۔ اور اسی طرح اشتعال انگیز خطوط لکھوائے گئے تاکہ ردِ عمل میں تصادم ہو۔"[11]

ردِّ قادیانیت کورس:

تحریک ختم نبوت 1974ء کے بعد تمام مکاتب فکر کے علماء نے "ختم نبوت کورس" کا آغاز کیا۔ اسی کورس کی بدولت قادیانیت کے منہ زور گھوڑے کو نتھ ڈالا گیا، اور بڑے بڑے مناظر، مجاہد علماء کرام اور مبلغین تیار ہوئے، جو قادیانیت کو ہر محاذ پر للکارتے اور ان کا ناطقہ بند کرتے چلے آرہے ہیں۔

خطباء و مقررین:

علماء کرام، خطباء، مقررین مشائخ عظام کی قیادت میں گراں قدر خدمات سرانجام دی، اور بغیر کسی معاوضہ کے قریہ قریہ بستی بستی جا کر

اُمتِ مسلمہ میں ختم نبوت کے شعور کو بیدار کیا۔

ختم نبوت خط و کتابت کورس:

علمائے کرام نے عصری تعلیمی اداروں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور سکولوں کے طلبہ کرام اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے لئے ایک خط و کتابت کورس شروع کیا۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ختم نبوت کے سیمنار منعقد کیے جس سے ہزارہا مسلمانوں کے ایمان، عقائد و اعمال کی اصلاح ہوئی۔

ختم نبوت کوئز پروگرام:

ختم نبوت کے اثرات کا ہی نتیجہ ہے کہ مذہبی تنظیموں کی زیر نگرانی مدارس اور سکولوں میں نسل نو کے ایمان کے تحفظ کے لئے ملک کے مختلف شہروں میں کوئز پروگرام کرائے جاتے ہیں۔ سوالوں کے صحیح جوابات دینے والوں کو قیمتی انعامات سے نوازا جاتا ہے تاکہ عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں آگاہی پیدا ہو۔

ہفت روزہ و ماہنامہ:

تمام مکاتب فکر نے ہفت روزہ و ماہنامہ رسائل و جرائد کا آغاز کیا۔

یہ سب تحریک ختم نبوت 1974 کے اثرات کا نتیجہ ہے کیونکہ قادیانیوں کو پارلیمنٹ سے کافر قرار دینا آئین کا حصہ بن گیا ہے۔ اب کوئی بھی اسے محض دینی طبقہ کا اختلاف نہیں سمجھتا۔

حج بیت اللہ پر پابندی:

1974ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے بعد شاہ احمد نورانی صاحب نے اپنے ایک بیان میں ان چیزوں کا مطالبہ کیا کہ

"کسی قادیانی کو حج بیت اللہ کے لیے نہ جانے دیا جائے، اسلامیان پاکستان قادیانیوں کی جان مال کی حفاظت کریں، شاہ احمد نورانی"[12]

یعنی جب مسلمان نہیں تو حج نہیں کرسکتے اور باقی غیر مسلموں کی جان مال کی حفاظت، ریاست کی ذمہ داری ہے ایسے ہی قادینوں کی بھی حفاظت کی جائے گی۔

قادیانیوں پر عائد پابندیاں:

1974ء کی تحریک ختم نبوت کے درج ذیل اثرات مرتب ہوئے۔

1۔ قادیانی اپنی عبادت گاہیں مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے مشابہ مینار، گنبد، محراب نہیں تعمیر کرسکتے ہیں اور مسجد کا نام بھی نہیں دے سکتے ہیں۔

2۔ بے شمار مسلمان مرزائیوں کی عبادت گاہوں میں اور ان کی جماعت میں شریک ہو کر اپنا ایمان اور نمازیں برباد کرنے سے بچ گئے ہیں۔

3۔ لفظ مسجد کا بھی استعمال نہیں کرسکتے اور نہ ہی اذان دے سکتے ہیں۔

4۔ مرزائی اسلام کی مخصوص اور مقدس اصطلاحات مثلاً: علیہ السلام، امیر المومنین، خلیفہ، صحابی، اہل بیت، سیدۃ النساء، رضی اللہ عنہ کو اپنے مرتد اکابرین کے لئے استعمال نہیں کرسکتے۔

قادیانیوں کی مذموم کوشش:

قادیانیوں نے 1974 کے بعد اپنے آقاؤں کے ذریعے بھرپور کوشش کی کہ وہ درج ذیل مقاصد کو پورا کرلیں:

۱۔ ملت اسلامیہ سے قطعی طور پر الگ ایک نئی امت ہوتے ہوئے بھی اسلام کا نام اور مسلمانوں کے مخصوص مذہبی شعائر استعمال کر کے دھوکہ اور اشتباہ کی جو فضا قائم رکھنا چاہتے ہیں، وہ بدستور قائم رہے۔

۲۔ بھٹو دور میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے ملت اسلامیہ کے دینی تشخص کے تحفظ کے لیے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ کیا ہے، وہ ختم ہو جائے۔

۳۔ 1984 کے صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کو مسجد، کلمہ طیبہ اور اسلام کا نام اور اصطلاحات استعمال کرنے سے جو روکا گیا ہے، اسے غیر موثر بنایا جائے۔

۴۔ پاکستان کے دینی اور عوامی حلقے مسلمانوں سے قادیانیوں کی الگ حیثیت کو عملاً متعین کرانے کے لیے جن جائز قانونی مطالبات اور اقدامات کا مسلسل مطالبہ کر رہے ہیں، ان کا راستہ روک دیا جائے۔

۵۔ امریکی سینٹ کی یہ قرارداد قادیانیوں کے خود ساختہ حقوق کی حمایت سے زیادہ ملت اسلامیہ کے دینی تشخص اور مذہبی اعتقادات پر براہ راست اور ناقابل برداشت حملہ تھی۔

ایشیائی اسلامی کانفرنس:

جنرل ضیاء الحق صاحب دور کے دوسرے سال میں چھ سے آٹھ جولائی 1978 تک پاکستان نے پہلی ایشیائی اسلامی کانفرنس کی کراچی میں میزبانی کی۔ اس میں 22 ممالک کے تقریباً دو سو مندوبین شریک ہوئے اور اس کے ساتھ تعاون مسلمانان عالم کی بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم رابطہ عالم اسلامی نے کیا۔ مندوبین کے علاوہ امریکہ و سوویت یونین سے علماء کی ایک تعداد اس میں شریک ہوئی۔ پاکستان میں یہ پانچویں علاقائی کانفرنس تھی اس سے قبل ایسی کانفرنسیں برطانیہ 1976ء، امریکہ 1977ء، آسٹریلیا 1975ء، اور ٹرینیڈاڈ 1977ء میں ہو چکی تھیں۔[13]

اس کانفرنس میں قادیانی مسئلے کو اس کے حقیقی تناظر میں دیکھا گیا کہ شرکاء کا کہنا تھا کہ احمدی دشمن طاقتوں اور بیرونی قوتوں سے مل کر اسلامی دنیا کو کھوکھلا کرنے کی سازشوں پر عمل پیرا ہیں۔ اس مسئلہ پر کانفرنس نے یہ موقف اختیار کیا کہ:

"قادیانیت ایک تباہ کن مذہبی عقیدہ ہے جو اپنے فریبی اور تخریبی مقاصد کے حصول کے لیے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ ان کے سب سے زیادہ غیر اسلامی نظریات ذیل ہیں۔

1. اس کا رہنما پیغمبری کا بے بنیاد دعویٰ کرتا ہے۔
2. قرآنی نصوص میں تحریف کرتا ہے۔
3. جہاد کی تکذیب کرتا ہے۔

4۔ قادیانیت برطانوی سامراج کی سوتیلی بیٹی ہے جو صرف اس کی سرپرستی اور حفاظت میں ہی قائم رہ سکتی ہے۔ قادیانیت امت مسلمہ کی بھلائی میں مخلص نہیں ہے اور صہونیت اور سامراجیت کے ساتھ پوری طرح مخلص ہے اور اسلام مخالف قوتوں اور حکمت عملیوں کو پورے دل سے چاہتی ہے۔ حتی کے بنیادی اسلامی عقائد کو کمزور کرنے اور سبوتاژ کرنے کے لئے اسلام مخالف قوتوں سے بھی اشتراک کرتی ہے۔ایسے تخریبی اور گھناؤنے مقاصد کے حصول کی خاطر یہ ان کوششوں میں متواتر مصروف ہے کہ ایسی عبادت گاہیں تعمیر کی جائیں جہاں قادیانی غیر اسلامی عقائد و نظریات کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کیا جاسکے۔ان عبادت گاہوں کو اسلام مخالف قوتیں مالی امداد فراہم کرتی ہیں۔ایسے سکول ،ادارے اور یتیم خانے تعمیر کیے جائیں جہاں مسلمان مخالف قوتوں کے مفاد میں قادیانی تخریب کارروائیاں پروان چڑھ سکیں۔مزید برآں قادیانیوں نے مختلف زبانوں میں قرآن پاک کے اعلیٰ وارفع مطالب کو غلط مطلب دینے کے لیے کئی غلط تعبیریں شائع کی ہیں۔

قادیانیت کے منڈلاتے ہوئے خطرات سے نمٹنے کے لیے یہ کانفرنس مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کرتی ہے۔

1۔ ہر مسلمان ادارہ تنظیم یا گروپ اپنی درسگاہوں،عبادت گاہوں اور یتیم خانوں میں قادیانی سرگرمیوں میں پر پابندی عائد کرے جہاں کہیں بھی قادیانی اپنی مکروہ اور تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔اس کے علاوہ انہیں چاہیے کہ قادیانیوں پر توجہ مرکوز کریں اور پورے عالم اسلام کو ان کی مذموم حرکات سے آگاہ کریں۔مبادا وہ ان کے جال میں پھنس جائیں یا ان کی بداعمالیوں میں شریک ہو جائیں۔

2. قادیانیوں کو دہریے اور غیر مسلم قرار دیا جائے۔

3۔ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان کاروباری تعلقات ختم کر دیئے جائیں۔ مسلمان قادیانیوں کا معاشی سماجی و ثقافتی مقاطعہ کر دیں، مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان شادیوں کا سلسلہ فوری طور پر بند کر دیا جائے۔ قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں مردے دفنانے کی اجازت نہ دی جائے۔ان کے ساتھ پکے دہریوں والا سلوک کیا جائے۔

4۔ تمام مسلمان ریاستوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کی کرتوتوں پر پابندی لگادیں جو کہ نبوت کا دعودار ہے ۔انہیں غیر مسلم اقلیت خیال کیا جائے اور ریاست کے مؤثر وحسّاس عہدوں پر انہیں تعینات نہ کیا جائے۔

5۔ قرآن پاک میں کی گئی تحریفات کی وضاحتیں شائع کی جائیں۔ قادیانیوں کی قرآنی آیات کے غلط مطالب کی توضیحات کو ختم کیا جائے اور انہیں عوام کی دسترس سے دور رکھا جائے۔[14]

یہ سب تحریک ختم نبوت کے اثرات ہی کی بدولت ہوا کہ جہاں پر اس تحریک سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے وہاں علماءو مشائخ نے اس درجہ عوامی شعور کو بیدار کر دیا ہے کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ناموس کی بات ہو یا اس پر بنے ہوئے قوانین کی کوئی بھی بات ہو،اس پر ردّوبدل یا قادیانیوں کے لیے کسی بھی قسم کا نرم گوشہ نہیں رکھا جاسکتا۔

سیاسی اثرات:

1974ء کی تحریک ختم نبوت کے جہاں مذہبی اثرات رونما ہوئے وہاں سیاسی اثرات بھی مرتب ہوئے،جو کہ درج ذیل ہے

ذوالفقار علی بھٹو:

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دور حکومت میں بے شمار اسلامی اقدامات کیے۔ جن میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد۔ شراب پر

پابندی، اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا شامل ہے۔

بھٹو دور اور پاسپورٹ فارم:

تحریک ختم نبوت 1974ء کے بعد بھٹو صاحب کے دور میں ہی پاسپورٹ فارم میں ایک عہد نامہ شامل کیا گیا تھا کہ

"میں مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا دعویدار نبوت سمجھتا ہوں۔"

یہ حلف نامہ شائع ہوا تو قادیانیوں کے لئے بڑا مسئلہ ہو گیا وہ اس پر دستخط کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ چنانچہ مارشل لاء دور میں فارم سے یہ حلف نامہ ختم کر دیا گیا۔ پاسپورٹ آفس میں ایک مہر بھی بنائی گئی تھی، انہیں ہدایت کر دی گئی کہ فارم پر مہر بھی نہ لگائی جائے کیونکہ قادیانی یہ تو حلفاً کہہ سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین سمجھتا ہے۔ مگر حلفاً یہ کہنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد جھوٹا دعودار نبوت تھا۔[15]

مسلمان وزیر اعظم:

جناب بھٹو مرحوم کو یہ کریڈٹ بھی جاتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کے وزیر اعظم کا مسلمان ہونا ضروری قرار دیا۔ اب کوئی بھی غیر مسلم پاکستان کا وزیر اعظم نہیں بن سکتا یہ بھی تحریک ختم نبوت کے اثرات کا ثمر ہے۔

ربوہ کے سیاسی منصوبے:

1974ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد اخبارات کے ذریعے قادیانیوں کے منصوبوں کو بے نقاب کیا گیا اس سلسلہ میں روزنامہ " جسارت" نے ایک عمدہ مضمون میں ربوہ کے سیاسی منصوبوں کو بے نقاب کیا اور صہیونیت کے ساتھ ان کے اشتراک کی مذمت کی۔ اخبار نے احمدیت کو صہیونی اور سامراجی قوتوں کا وہ پودا قرار دیا جس کی جڑیں اسرائیل میں موجود تھیں اور مطالبہ کیا کہ

۱۔ "ان کی لائبریریوں، مطبع خانوں اور مطالعاتی مرکزوں پر پابندی لگائی جائے۔

۲۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

۳۔ قادیانی تاجروں کو جاری کیے گئے لائسنس اور پرمٹوں پر پابندی لگائی جائے۔

۴۔ پاکستان کے تمام صوبوں میں ان کی تعداد معلوم کرنے کے لیے مردم شماری کی جائے

۵۔ سرکاری ایجنسیوں کے ذریعے ایک پریشر گروپ کے طور پر کام کرنے کے، ان کے طریقہ کار کو بے نقاب کیا جائے۔

۶۔ مسلمانوں سے قادیانی بننے والوں کے لیے عمر قید کی سزا ہو۔

۷۔ مسلمان ممالک کے درمیان رابطے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ ان کے ممالک اور بیرون ملک احمدیوں کی سرگرمیوں کے خاتمے کے لیے قانونی اقدامات کیے جائیں۔"[16]

پاکستان ٹائمز نے اپنے اداریے میں لکھا:

اس دوسری آئینی ترمیم کے باوجود کہ یہ بڑی واضح اور غیر مبہم ہے قادیانی اور لاہوری گروپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ دیگر مسلمانوں کی طرح کام کریں حتیٰ کہ اپنے مذہب کو اندرون و بیرون ملک سچا قرار دیں۔ یہ اسلام کی غلط توضیح ہے اس کا مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو

پارہ پارہ کرنا اور اسلام کے بنیادی اصولوں میں الجھن پیدا کرنا ہے۔یہ بہت مناسب اور واضح تھا کہ اس مطابقت کو ختم کرنے کے لیئے دوسری آئینی ترمیم کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔اس چیز کی بھی اشد ضرورت تھی کہ عوامی امن وامان کو یقینی بنایا جائے۔وہ غیر ملکی عناصر جنھوں نے اس قانون کو تنگ نظری اور تعصب قرار دیا ہے ان کے لیے اس کی مناسب وضاحت کی جائے اور بتایا جائے کہ سارے مسئلے کا اصل پس منظر کیا ہے اور ایک نظریاتی ریاست میں اس کے نفاذ کے پس پردہ کیا حکمت کار فرما ہے۔اس بات کو یقینی بنانے کی اشد ضرورت ہے کہ ذاتی مفادات ہمارے ترقی پسند اور وسیع النظر ہونے کے تخیل کو پراگندہ کرنے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔"[17]

روزنامہ مسلم نے "**مثبت قدم**:کے زیر عنوان لکھا:

"صدارتی آرڈیننس کا نفاذ جس میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی گئی ہے ایک بروقت قدم ہے جس سے مسئلے کے ارد گرد حالیہ مہینوں میں پیدا ہونے والے تنازعات کا خاتمہ ہونا چاہیے۔مسلمانوں کے جذبات کو ابھارا گیا اور عوامی نقطۂ نظر کو اجاگر کیا گیا۔اس آرڈیننس کی ضرورت ہو گئی تھی۔1974ء کی آئینی ترمیم کے دس سال بعد جس میں منتخب قومی اسمبلی کی متفقہ رائے شماری سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا اس کے بعض آئینی سقم باقی تھے۔وہ نقص اور ذو معنویت جو اس مسئلے پر لوگوں کے ذہنوں میں الجھن پیدا کر رہی تھی آخر ختم ہو گئی۔یہ معاملات کی صحت کے لیے بہت ضروری تھا کہ تمام ابہامات یکسر واضح کر دیئے جاتے تاکہ کسی تشدد کے دہرائے جانے کا دوبارہ موقع نہ پیدا ہوتا یا ان مفاد پرستوں کو موقع حاصل ہوتا جو اسے افراتفری کے ایک بہانے کے طور پر استعمال کرنا چاہتے تھے۔"[18]

حکومت پاکستان کی طرف سے قادیانیت پر کتابچہ شائع:

تحریک ختم نبوت 1974ء کا ہی یہ ثمر ہے کہ حکومت پاکستان نے قادیانیت پر ایک کتابچہ شائع کیا اور اپنے سفارتخانوں کے ذریعہ اس کی وسیع تشہیر کی۔اس کتابچے میں وضاحت کی گئی کہ قادیانیت ایک نوآبادتی طاقت کی شہ پر وجود میں آئی۔اس نے نہ صرف جنوبی مشرقی ایشیا برصغیر کے مسلمانوں کے درمیان تلخی اور نفاق پیدا کیا بلکہ دوسرے مسلمان ریاستوں خصوصا افریقہ کے رہنے والے مسلمانوں کے درمیان بھی۔ایشیائی قادیانیوں کی مرزا غلام احمد کی بطور نبی اطاعت نے انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔اس کتابچے میں ارتداد پر مبنی اس تحریک کے ماضی کا کھوج لگایا گیا۔نو آبادیاتی قوتوں کے ساتھ اس کے اشتراک کی نوعیت بیان کی گئی۔امت مسلمہ کے بنیادی عقائد اور نظریات کا قادیانی نظریات سے تقابل پیش کیا گیا اور اس کے خلاف مسلم رد عمل بیان کیا گیا تاکہ مسلمانان عالم اس مقاصد اور سرگرمیوں کے علاوہ ان طاقتوں کے بارے میں مکمل طور پر جان جائیں جو اس ڈرامے کے پس پردہ مرکزی کردار ادا کر رہی تھیں[19]

عوامی اجتماعات میں مطالبات:

بلاشبہ یہ 1974ء کی تحریک ختم نبوت کا ہی اثر تھا کہ 1985ء کے آخر میں بہت سے عوامی اجتماعات میں مندرجہ بالا مطالبات پیش کئے گئے۔

ا۔ قادیانیت کے متعلق آرڈیننس قومی اسمبلی میں ایک بل کی شکل میں منظور کیا جائے تاکہ یہ 1973 کے آئین کا مستقل حصہ بن جائے۔

۲۔ خارجہ، دفاع اور داخلہ وزارتوں اور کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کے تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو نکالا جائے کیونکہ ان کے اسرائیل کے ساتھ قریبی تعلقات ہیں۔

۳۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم ظاہر کرنے کے لیے علیحدہ کالم تحریر کیا جائے۔

۴۔ دراصل قادیانی تنظیمیں مذہب کے پردے میں تخریب کاری میں مصروف ہیں۔ ان کو غیر قانونی قرار دیا جائے اور ان کی پاکستان مخالف سرگرمیوں اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی کرنے پر ان کے اثاثے ضبط کیے جائیں۔[20]

قادیانی اخبارات ورسائل کی ضبطگی:

تحریک ختم نبوت 1974ء کے سلسلہ میں قادیانیوں کو پارلیمنٹ کے ذریعہ سے کافر قرار دینا آئین کا حصہ بن گیا۔ تو اس کے جہاں بہت سے دوسرے اثرات رونما ہوئے وہاں پر قادیانیوں کی اسلام مخالف تحریروں، اخبارات ورسائل، کتابیں اور پمفلٹ پر وزارتِ داخلہ کی طرف سے پابندی عائد کر دی گئی۔[21]

نکاح نامہ:

اسی طرح حال ہی میں نکاح نامے میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کرنے کی قرارداد پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کر لی ہے۔ اس حلف نامے کو شامل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی موجودہ وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی نے اس کی وضاحت کی کہ

"بہت سے ایسے کیس سامنے آرہے ہیں کہ شادی کے بعد دولہا قادیانی نکلا اس کے سدباب کیلئے نکاح نامے میں بھی ختم نبوت کا" حلف نامہ شامل کرنا بہت ضروری ہے تا کہ نکاح ہونے سے پہلے ہی تمام شکوک وشبہات دور کر لیے جائیں۔

اب اگر کوئی مسلمان ہے تو اسے اس حلف نامے کے شامل کرنے سے تکلیف نہیں ہو گی اور اگر قادیانی ہے تو اسے اپنا عقیدہ ظاہر کرنا ہو گا۔

پنجاب اسمبلی کی نئی عمارت میں آیت ختم نبوت:

تحریک ختم نبوت 1974ء کا ثمر ہے کہ سیاسی حلقوں میں بھی ختم نبوت کو ایک حساس معاملہ سمجھا جاتا ہے، اس لیے پنجاب اسمبلی کی جو نئی عمارت تعمیر کی گئی ہے اس میں ختم نبوت کی درج ذیل آیت کو واضح طور پر کندہ کیا گیا۔

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا"[22]

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے آخر ہیں۔ اور اللہ تعالی ہر چیز کا بخوبی علم رکھنے والا ہے۔"

اور ارکین اسمبلی اس کے نیچے بیٹھ کے ملکی قوانین وضع کرتے ہیں جو کہ دنیا کے لیے پیغام ہے کہ ہم ختم نبوت کو ایمان کا لازمی جزو سمجھتے ہیں ہے۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان:

یہ بھی تحریک ختم نبوت 1974ء کے اثرات کا نتیجہ ہے کی فارم نمبر 13 کے تحت کوائف نامہ اہل دہندگان (ووٹرز) میں حلف نامہ لیا گیا ہے کہ:

میں حلفیہ اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ میں اور میرے خاندان کے تمام افراد جن کے کوائف اوپر درج ہیں خاتم النبیین حضرت محمد

ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ کہ ہم میں سے کوئی بھی کسی ایسے شخص کا پیروکار نہیں ہے جو حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوے دار ہو اور نہ ہم میں سے کوئی ایسے دعوے دار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہے۔ نہ ہی ہم میں سے کوئی قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہے یا خود کو احمدی کہتا ہے۔[23]

میر ظفر اللہ خان جمالی:

تحریک ختم نبوت 1974ء نے مسلمانوں کا اپنے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تعلق کو ایسے مضبوط کیا کہ جب انتخاب میں حصہ لینے والوں کے حلف نامہ میں تبدیلی کو شش کی گئی تو سابق وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب کے الفاظ رہتی دنیا تک مثال بن گئے ہیں جو آپ نے 5 مئی 2017 کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں کہے کہ گذشتہ 37 سال سے متواتر اللہ کے گھر اور روضۂ رسول محمد مصطفیٰ ﷺ پر جارہا ہوں اب کی بار کیا منہ دکھاؤنگا۔[24]

دیگر اثرات:

1۔ جب قادیانی مسئلہ پارلیمنٹ میں آیا تو جدید تعلیم یافتہ طبقے پر قادیانیت کے اصل خدوخال واضح ہوئے۔ ورنہ اس سے پہلے اس بنیادی مسئلہ کو محض ایک مذہبی اختلاف یا سیاسی تنازع سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

اب پارلیمنٹ میں قادیانیوں کے عقائد خود انہی کی زبانی اراکین اسمبلی نے سنے تو ان پر قادیانیت کی کفریہ حیثیت ظاہر ہو گئی۔ اس طرح جدید اذہان وطبقات کی ذہن سازی ہوئی۔ جس کی بدولت قادیانیوں کی مسلم ریاست میں آئینی حیثیت متعین کرنے کا رستہ ہموار ہو گیا۔

2۔ تحریک ختم نبوت کا ہی ثمر تھا کہ پاکستان کا دستوری فیصلہ قادیانیوں کے خلاف آیا اور نہ صرف پاکستان، بلکہ تحریک کے بین الاقوامی اثرات کے تحت دنیا بھر کے مختلف ممالک میں قادیانیوں کو ریاستی سطح پر غیر مسلم قرار دیا گیا۔

3۔ پاکستان کے آئین میں پہلی بار اہم کلیدی عہدوں کے تقرر کے حلف ناموں میں عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کے اقرار کو لازمی قرار دیا گیا۔

4۔ 1974ء کی تحریک ہی کا نتیجہ تھا کہ "ربوہ" کھلا شہر قرار پایا اور وہاں پر مساجد قائم کی گئی۔

5۔ 1984ء میں امتناع قادیانیت ایکٹ کا نفاذ ہوا۔ جو کہ تحریک ختم نبوت ہی کے اثرات کا تسلسل تھا۔ 1974ء کی قومی اسمبلی کے فیصلہ میں جو سقم رہ گئے تھے وہ اس قانون کے نفاذ سے دور ہو گئے۔

6۔ امتناع قادیانیت ایکٹ کو عدالتوں میں قادیانیوں کی جانب سے چیلنج کیا گیا جس پر عدالتوں نے قادیانیت کے اعتراضات کو مسترد کر دیا۔

7۔ ربوہ کے نام کو بدل کر چناب نگر رکھا گیا۔

8۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف کے دور حکومت میں انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کے حلف نامہ میں ختم نبوت کے حوالے سے تبدیلی کی سازش ہوئی، تحریک ختم نبوت 1974ء ہی کے اثرات کی بدولت عوام اور رہنماء بیدار تھے تو اس تبدیلی کو واپس لینا پڑا۔

9۔ عمران خان کے دور میں امریکہ میں رہائش پذیر ایک پاکستانی نژاد قادیانی عاطف میاں کو سرکاری اقتصادی مشاورتی کونسل کا رکن نامزد

کیا گیا جس پر شدید احتجاج ہوا اور حکومت کو عوامی دباؤ کے سامنے پسپائی اختیار کرنی پڑی۔

10۔ تحریک ختم نبوت 1974ء کے نتیجے میں قادیانیوں کی آئینی حیثیت متعین ہوئی قانون سازی ہوئی اور قادیانی مسلمانوں سے الگ غیر مسلم گروہ شمار کیے گئے، ورنہ وہ اس دستوری فیصلہ سے پہلے مسلمانوں کے بھیس میں اپنی تبلیغ اور مذہبی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔

11۔ قادیانیوں کو شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور اعلیٰ ملازمتوں کے حصول کے لیے اپنی مذہبی شناخت ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ تحریک ختم نبوت سے پیشتر ان پر ایسی پابندیاں نہیں تھیں۔

12۔ اب جب بھی کوئی نیا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو ان قوانین کی موجودگی کی وجہ سے مسلمان عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے امن وامان کی فضا برقرار رہتی ہے۔

معاشی اثرات

جہاں مذہبی اور سیاسی اثرات رونما ہوئے وہاں معاشی اثرات کا ہونا قدرتی امر ہے۔ اس تحریک کے بعد معیشت میں بھی ایک خاموش انقلاب برپا ہوا۔ مذہبی شناخت کاروباری دنیا میں اثرانداز ہونے لگی۔ کچھ سرمایہ دار پسپا ہوئے، تو کئی نئے کاروباری حلقے مذہبی اصولوں پر ابھرے۔ یہ معاشی تاریخ کا ایک نیا موڑ تھا۔

قادیانی سیاسی طور پر مسلمانوں کے ساتھ صرف اس لئے رہنا چاہتے تھے کہ عام مسلمانوں کے حقوق سے فائدہ اٹھائیں لیکن مذہبی طور پر خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر سمجھتے تھے اور معاشی مقاطعہ کر کے نہ صرف اپنی علیحدہ قوت تعمیر کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے بلکہ مسلمانوں کو معاشی طور پر انگریز کا غلام بنانا چاہتے تھے۔ 1974ء کی تحریک نبوت کی بدولت اہم عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا گیا اور انکی بیرونی امداد پر بھی پابندی لگائی گئی۔

ملازمین کو قادیانی تبلیغ:

1974ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد قادیانیوں پر پابندیاں عائد ہوئی تو ختم نبوت کے ان ڈاکوؤں نے خفیہ طور پر اپنی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور غریب مسلمانوں کی معاشی مجبوریوں کا فائدہ اُٹھانا شروع کر دیا۔ انہیں ملازمت دے کر یا دوران ملازمت اہم عہدے دے کر اپنے قریب کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک رپوٹ کے مطابق:

"ملک کے اندر سینکڑوں کی تعداد میں قادیانیوں کی چھوٹی بڑی فیکٹریاں چل رہی ہیں، جن میں ہزاروں مسلمان ملازمین محنت مزدوری کر رہے ہیں۔ یہ فیکٹریاں دراصل کفروارتداد کے اڈے ہیں۔ جہاں دیگر مصنوعات سازی کے ساتھ ساتھ مرتد سازی بھی ہوتی ہے۔ ان فیکٹریوں میں ترقی حاصل کرنے کے لیے قادیانی افسروں کی قربت حاصل کرنا لازمی امر ہے۔ ختم نبوت کے ڈاکوؤں کے خطرناک عزائم سے ناآشنا مزدور بھی قادیانی افسروں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کی خوب خدمت کرتے ہیں۔ ان فیکٹریوں میں اکثر مسلمان اور قادیانی اکٹھے کھاتے پیتے ہیں جس سے ان میں سے ایک دوستانہ فضا قائم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ماسوائے چند کے وہ قادیانی نہیں ہوتے لیکن قادیانیوں کے خلاف ان کے دل میں نفرت بھی نہیں پیدا ہوتی۔ ان قادیانیوں کے خلاف جہاد میں ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب ربوہ میں قادیانیوں کا سالانہ میلہ بڑے زور و شور سے لگا کرتا تھا، اور انہی فیکٹریوں سے مسلمانوں کی بسیں بھر بھر کر ربوہ جاتی تھیں۔ محنت کش ربوہ سے نبوت چوروں

کی چرب زبانی سن کر آتے تو کئی دولت ایمان سے محروم ہو چکے ہوتے اور کئی اسلام کے بارے میں اپنے دل میں شکوک و شبہات لے کر آتے۔ غرض اثر سب پر ہو تا کسی پر زیادہ کسی پر کم۔[25]

قادیانیوں کے سالانہ میلہ پر پابندی:

تحریک ختم نبوت 1974ء کا ہی ثمر ہے کہ الحمدللہ اب سالانہ میلہ پر پابندی لگ چکی ہے۔ لیکن دیہاتوں اور شہروں میں سینکڑوں مقامات پر قادیانی اجتماعات ہوتے رہتے ہیں جہاں ان فیکٹریوں کے محنت کشوں کی ایک کثیر تعداد شرکت کر رہی ہے جو کہ خطرے کا الارم ہے۔ سندھ میں قادیانی مالکان کے خلاف مزدوروں نے جہاد کیا ہے اور قادیانی مالکان وافسران کی جو درگت بنائی ہے، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ایک طرف مایوسی کا یہ گھپ اندھیرے ہے لیکن دوسری طرف ایمان اور جرات کے چند چراغ اندھیروں میں روشنیاں بکھیر رہے ہیں۔ یعنی قادیانی فیکٹریوں میں دینی غیرت سے سرشار محنت کشوں نے قادیانیوں کے خلاف انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اور وہ اپنی فیکٹریوں میں قادیانی مالکان سے نبرد آزما ہیں اور وہ جھوٹے نبی کی امت کو للکار کر کہہ رہے ہیں۔

معاشرتی اثرات

تاریخ شاہد ہے جب بھی کوئی تحریک چلی ہے اس نے معاشرے پر اپنے گہرے اثرات کو چھوڑا ہے۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت نے جہاں معاشرے پر مذہبی، سیاسی، معاشی اثرات رونما کیں ایسے ہی معاشرتی اثرات کو بھی چھوڑا جو کہ درج ذیل ہیں۔

سیاحوں کے بھیس میں ایمان پر حملہ:

تحریک ختم نبوت کے بعد قادیانیوں نے یورپ، افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں پاکستان کو بدنام کرنے کی زبردست تحریک چلائی۔ پاکستان میں یہ لوگ انڈر گراؤنڈ چلے گئے۔ تاکہ عوام کے احتساب سے اپنی جان چھڑا سکیں لیکن درونِ خانہ ان کی سازش جاری رہیں چنانچہ:

"جولائی 1976ء میں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور مغربی جرمنی کے سات یہودیوں کا ایک گروپ پاکستان میں سیاحوں کے بھیس میں وارد ہوا۔ انہوں نے پہلے ایک مقامی ہوٹل میں قیام کیا۔ پھر راولپنڈی کے ایک علاقے ڈھوک پراچہ نزد سٹلائٹ ٹاؤن میں اپنا مرکز قائم کیا۔ اور اپنی تنظیم چلڈرن آف گاڈ، یعنی اسرائیل کا پرچار کرنے لگے۔ انہوں نے جدید یہودیت کا پرچار شروع کیا۔ صبح کے وقت یہ نام نہاد مبلغ شہروں میں ٹولیوں کی صورت میں گھومتے اور لوگوں میں میل جول پیدا کرتے۔ عوام نے جب مقامی قادیانی جماعت کے مربی دین محمد شاہد اور کئی دوسرے قادیانیوں کو شہر کے مختلف مقامات میں ان کے ساتھ گھومتے پھرتے دیکھا تو وہ چوکنے ہو گئے اور اس امر کی اطلاع مقتدر علماء، حزب اختلاف کے رہنماوں اور پیپلز پارٹی کے بعض افراد کو پہنچائی گئی۔ اور بعض رسائل اور اخبارات کے نمائندوں کو اس گٹھ جوڑ کی ٹوہ لگانے پر مامور کیا گیا۔[26]

آخر کار وفاقی حکومت نے چھان بین کرنے کے بعد 7 اگست 1976ء کو چلڈرن آف گاڈ نامی اس یہودی تنظیم کو خلاف قانون قرار دیا اور اعلان کیا کہ اسرائیل کی پشت پناہی حاصل تھی۔ اس تنظیم کے تین ارکان امریکی یہودیوں رونالڈ کٹیلر، کارول کٹیلر اور سسٹر ڈونا۔ دو برطانوی یہود مسٹر رابرٹ فلوائڈ اور، مسٹر یسلی فورڈر۔ مغربی جرمنی کے مسٹر یوٹر ساسی اور فرانس کی مِس سبیکہ کو بلیک لسٹ قرار دے کر انہیں پاکستان سے نکال دیا گیا[27]

۱۔ تحریک ختم نبوت کے اثرات کا ہی نتیجہ ہے کہ معاشرے کے اندر اتنی بیداری آگئی تھی کہ انہوں نے فوراً قادیانیوں کی اس چال کو پہچان لیا اور لوگوں کے ایمان کو محفوظ بنایا۔

۲۔ تحریک ختم نبوت 1974ء کے ثمرات کی وجہ سے ہی معاشرتی امن قائم رہا اور لوگوں نے قانون ہاتھ میں لینے کی بجائے آئینی اور قانونی راستہ اختیار کرتے ہوئے حکومتِ وقت کو آگاہ کیا۔

الیکٹرونک میڈیا کے ذریعے قادیانیت کی تبلیغ:

1974ء کی تحریک ختم نبوت کے ذریعے سے قادیانیوں کی سرگرمیوں پابندی لگی مگر بیرون ملک سے انہوں نے خطابات کے ذریعے گھر گھر اپنے پیغامات کو پہچانا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک رپوٹ کے مطابق:

"مرزا طاہر احمد کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ امریکہ برطانیہ جرمنی اور سنگاپور میں عالیشان رہائش گاہیں ہیں، اس کے علاوہ ان کے اثاثوں کی مالیت اربوں ڈالر میں ہے۔ مذکورہ چاروں رہائش گاہوں کے ساتھ ان کا جدید سیٹلائٹ سسٹم موجود ہے جہاں سے وہ پاکستان اور بھارت سمیت دنیا کے تقریباً پچاس ممالک میں سیٹلائٹ کے ذریعے براہ راست خطاب کرتے ہیں۔ بعد ازاں ان کے خطاب کی لاکھوں آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں دنیا کے مختلف ممالک میں جاری کی جاتی ہیں۔[28]

خواتین کے ذریعے سے قادیانیت کی تبلیغ:

"1974ء کے بعد قادیانیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو خواتین میں وسعت دینے کی حکمت عملی پر بھی کام شروع کیا۔ شہر بھر میں قادیانی تنظیموں کے مراکز قائم کر دیئے گئے جو نہایت فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ قادیان تنظیموں لجنہ اماء اللہ پاکستان اور ناصرات الاحمدیہ پاکستان ربوہ کے تحت قائم چند مراکز کے نام درج ذیل ہیں۔

حلقہ النور، احمدیہ ہال، حلقہ گلستان احمد، حلقہ گلشن عائشہ، حلقہ صدیقہ، حلقہ گلستان ظاہر اور حلقہ المحمود۔ ان مراکز میں قادیانیوں کی تبلیغ کے پروگرام بڑی باقاعدگی سے ہوتے ہیں جن میں وہ غیر قادیانی خواتین بھی بڑی تعداد میں شریک ہوتی ہیں، جنہیں قادیانی عورتیں مختلف بہانوں سے اپنے ساتھ لاتی ہیں۔ ان خواتین کو تبلیغی ویڈیو اور آڈیو کیسٹس دکھائی اور سنائی جاتی ہیں اور قادیانیوں کے مخصوص چینل ایم ٹی اے (مسلم ٹی وی احمدیہ) کی نشریات دکھانے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایم ٹی اے چینل پر ہر جمعہ کی شام پانچ بجے اور سات بجے قادیانیوں کے چھوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد جنہیں قادیانی "حضور" کہتے ہیں خطبہ دیتے ہیں۔ کراچی کے ہر حلقے میں ہفتے کو ایک خصوصی اجلاس یا مجلس ہوتی ہے اس میں شرکاء کو قادیانیت کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی بلکہ مسلمانوں سمیت مختلف مذاہب کی محترم مقدس شخصیات کے بارے میں توہین آمیز باتیں کی جاتی ہیں ان کے خلاف منفی پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔"[29]

باطل نظریات پر کاری ضرب:

قادیانی مسئلہ کے حل ہونے سے اُن باطل قوتوں کے عزائم خاک میں مل گئے جو پاکستان کے اندر امن وامان کی صورتحال خراب کرنا چاہتے تھے۔ اور معاشرے میں فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتے تھے چنانچہ روزنامہ نوائے وقت میں انہیں خیالات کا اظہار یوں کیا گیا ہے کہ: "قادیانی مسئلہ کے حل سے باطل نظریات پر ضرب کاری لگی ہے"[30]

تحریک ختم نبوت 1974ء کے ذریعے سے عوام کو آگہی حاصل ہوئی اور اب کوئی بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت یا انکی ناموس کے حوالے سے کوئی بھی جسارت کرتا ہے تو عوامی رد عمل اتنا سخت آتا ہے کہ پسپائی اختیار کرنا پڑتی ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی حضور خاتم النبیین ﷺ کی ناموس کی بات ہو پاکستانی عوام صف اوّل میں نظر آئی ان کا اپنے نبی کریم ﷺ سے جذبہ دیدنی ہے۔

نتیجہ: (Conclusion)

تحریکِ ختمِ نبوت 1974ء محض ایک مذہبی مہم نہیں بلکہ پاکستان کی فکری و نظریاتی تاریخ کا سنگِ بنیاد ہے۔ اس نے مذہب، سیاست، معیشت اور معاشرت سب پر اثر ڈالا اور ریاستی نظریے کو اسلامی عقیدے کے قریب تر کیا۔ اس کے مثبت پہلو مذہبی بیداری، عوامی یکجہتی اور آئینی استحکام کی صورت میں ظاہر ہوئے، جبکہ منفی پہلو فرقہ واریت، سماجی تفریق اور فکری سختی کی شکل میں سامنے آئے۔ یہ تحریک آج بھی پاکستان کی فکری سمت متعین کرنے میں ایک بنیادی حوالہ ہے۔ تحریک ختمِ نبوت نے ریاست اور مذہب کے تعلق کو از سرِ نو متعین کیا۔ اب مذہب صرف ذاتی معاملہ نہیں رہا بلکہ ریاستی فیصلہ سازی میں ایک لازمی حوالہ بن گیا۔ اس تبدیلی نے پاکستان کے فکری، قانونی اور سیاسی ڈھانچے پر دیرپا اثرات ڈالے۔

تحریک نے ثابت کیا کہ عقیدہ صرف عبادت کا معاملہ نہیں بلکہ اجتماعی وجود کی پہچان بھی ہے۔ پاکستان نے پہلی بار خود کو مذہبی قوم کے طور پر دیکھا، اور یہی نظریاتی خودی آج بھی اس کی اساس ہے۔ اس تحریک نے ریاست کے فکری سانچے کو بدل دیا۔ قانون، سیاست اور تعلیم کے میدان میں اسلامیت کا رنگ گہرا ہونے لگا۔ قوم نے اپنی فکری سمت مذہب کی روشنی میں متعین کی۔ یہ تحریک علامت ہے اس لمحے کی جب ایک قوم نے اپنی فکری خودی دوبارہ دریافت کی۔ عقیدہ ختمِ نبوت محض ایمان نہیں بلکہ قوم کے شعورِ وجود کا نیا اعلان بن گیا۔ یہ تحقیق اُن تمام علماء، محققین اور طلبہ کے لیے خراجِ تحسین ہے جنھوں نے عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان کی قربانیوں نے پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو مضبوط کیا اور قوم کو فکری یکجہتی کا احساس دیا۔

حوالہ جات

[1]۔ القشیری، مسلم بن حجاج، مسلم، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل علی ابن ابی طالب، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2012ء، رقم الحدیث 6217

[2] محمد احمد ترازی، تحریک تحفظ ختم نبوت سید ناصدیق اکبر تا شاہ احمد نورانی، ص219 اُفق پبلی کیشنز کراچی، اپریل 2009

[3] محمد احمد ترازی، تحریک تحفظ ختم نبوت سید ناصدیق اکبر تا شاہ احمد نورانی، ص223

[4] ایضاً، 349

[5] ماہنامہ ضیائے حرم، شمارہ فروری، |2001ء

[6] روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 15 ستمبر 1974ء ص6

https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/9 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.4, Issue.1 (2026) PRINT - ISSN- 3006-5941

[7]روزنامہ مشرق،لاہور،13 ستمبر 1974،ص7

. [8]روزنامہ نوائے وقت،لاہور،13 ستمبر 1974ص7

[9]- پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری،عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت، تحریک منہاج القرآن لاہور 1999ء، ص357

[10]بشیر احمد، تحریک احمدیت یہودی وسامراجی گٹھ جوڑ،لاہور:عبداللہ اکادمی، س۔ن۔ص828

[11]محمد متین خالد، قادیانیت ایک دہشت گرد تنظیم،ملتان:عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، 2001ء،ص488

[12]روزنامہ نوائے وقت،لاہور، 13 ستمبر 1974ص5

[13]بشیر احمد، تحریک احمدیت یہودی وسامراجی گٹھ جوڑ،لاہور:عبداللہ اکادمی، س۔ن۔ص765

[14]بشیر احمد، تحریک احمدیت یہودی وسامراجی گٹھ جوڑ،لاہور:عبداللہ اکادمی، س۔ن۔ص766

[15]محمد طاہر رزاق، محاصرہ قادیانیت، ملتان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، س۔ن، ص65

[16]جسارت کراچی،28اپریل1884ء،ص5

[17]پاکستانی ٹائمز راولپنڈی،29اپریل1984ء،ص6

[18] THE MUSLIM ISLAMABAD. 29 APRIL 1984,PG#8-9

[19]قادیانیت، استحکام اسلام کے لیے خطرہ، پاکستان پبلیکیشز اسلام آباد1984،ص45

[20]روزنامہ مسلم اسلام آباد،3نومبر1985ء،ص6

[21]محمد متین خالد، قادیانیت ایک دہشت گرد تنظیم،ص302

[22]الاحزاب40:33

[23]الیکشن کمیشن آف پاکستان فارم نمبر13

[24]قومی اسمبلی اجلاس،5مئی 2017

[25]محمد طاہر رازاق، فتنہ قادیانیت کو پہچانیئے، ملتان:عالمی مجلس ختم نبوت، 1999ء، 283

[26]سمیع الحق مولانا، قادیان سے اسرائیل تک، پشاور:موتمر المصنفین،1398ھ، ص226

[27]سمیع الحق مولانا، قادیان سے اسرائیل تک، ص227

[28]ہفت روزہ ندائے ملت،لاہور،2تا8 ستمبر 1999ء، ص6

[29]ہفت روزہ، تکبیر،22جولائی1999ء ص18

[30]روزنامہ نوائے وقت،لاہور،9ستمبر 1974ء ص6